بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی وتحقیقی سلسلہ

کان وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کی تحقیق

کان یا دُم وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کا حکم

جس جانور کی دُم یا کان وغیرہ کٹا ہوا ہو، اس کی قربانی کے جائز وناجائز ہونے پر اقوالِ فقہاء

اس سلسلہ میں حنفیہ کے اقوال کی تفصیل اور راجح قول کی تحقیق

مؤلف

مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: کان وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کی تحقیق

مصنِّف: مفتی محمد رضوان خان

طباعتِ اول:

صفحات: 26

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان

فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

www.idaraghufran.org

فہرست

	مضامین	صفحہ نمبر
	تمہید (من جانبِ مؤلف)	4
	کان وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کی تحقیق	5
	اس سلسلہ میں حنفیہ کے قول کی تفصیل	8
	حنفیہ کی چار روایات	9
	ثلث سے زائد مقطوع روایت کی حیثیت	12
	نصف سے زائد مقطوع روایت کی حیثیت	13
	خلاصہ	22
	(ضمیمہ) جانور کی بینائی کمزور ہونے کا حکم	23
	ختم شُد	26

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(من جانبِ مؤلف)

اگر کسی جانور کا کان وغیرہ کٹا ہوا ہو، تو اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک تہائی حصہ، یا اس سے زائد کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں، اور تہائی حصہ سے کم کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عام طور پر اسی قول کو اختیار کیا جاتا ہے۔

جبکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک نصف، یا اس سے زائد حصہ کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں، اور نصف سے کم حصہ کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کا راجح مذہب یہی ہے، اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کی طرف بھی یہی قول منسوب ہے، بلکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اسی کے مطابق مروی ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک اسی قول کی طرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع ثابت ہے، حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے بھی یہی تفصیل منقول ہے، اور یہ قول ایک فقہی قاعدہ ’’للاکثر حکم الکل‘‘ کے مطابق بھی ہے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول کمزور اور بے بنیاد قول نہیں ہے، اور اس پر بھی عمل کی گنجائش ہے۔

آنے والے مضمون میں اسی موضوع کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

محمد رضوان 09/ شوال المکرّم/ 1438ھ 04/ جولائی/ 2017/ بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کان وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کی تحقیق

جس جانور کا کان یا دم وغیرہ جیسا عضو کٹا ہوا ہو، تو اس کی کتنی مقدار قربانی کے لئے مانع ہے؟
حنفیہ کی کتب میں اس سلسلہ میں مختلف عبارات مروی ہیں، اور فقہائے کرام کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے، جس کی تحقیق کے لیے آنے والا مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

شافعیہ کے نزدیک جس جانور کا کان یا اس جیسا دوسرا عضو کثیر مقدار میں کٹا ہوا ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور جس جانور کا کان قلیل مقدار میں کٹا ہوا ہو، اس کی قربانی جائز ہے۔

اور شافعیہ کے نزدیک کثیر وقلیل مقدار کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر کٹا ہوا کان دور سے واضح نظر آتا ہو، تو وہ کثیر مقدار میں شامل ہے، ورنہ قلیل مقدار میں شامل ہے۔ [1]

اور مالکیہ کے نزدیک جس جانور کے کان وغیرہ کا تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو، اس کی قربانی

---

[1] لا تجزء مقطوعة الأذن فإن قطع بعضها نظر فإن لم يبن منها شئ بل شق طرفها وبقى متدليا لم يمنع على الأصح من الوجهين وقال القفال يمنع وحكاه الدارمى عن ابن القطان.
وإن أبين فإن كان كثيرا بالإضافة إلى الأذن منع بلا خلاف وإن كان يسيرا منع أيضا على أصح الوجهين لفوات جزء مأكول.
قال إمام الحرمين وأقرب ضبط بين الكثير واليسير أنه إن لاح النقص من البعد فكثير وإلا فقليل(المجموع شرح المهذب، ج٨ص ٤٠١، باب الاضحية)
(ولا تجزء مقطوعة الأذن أو الذنب) لا تجزء مقطوعة الأذن وكذا المقطوع أكثر أذنها بلا خلاف فإن كان يسيرا ففيه خلاف الأصح عدم الإجزاء لفوات جزء مأكول وضبط الإمام الفرق بين القليل والكثير بأنه إن لاح من بعد فكثير وإلا فيسير(كفاية الأخيار فى حل غاية الإختصار، لتقى الدين الشافعى،ص ٥٣٠،باب الأضحية)
لا تجزىء مقطوعة الأذن فإن قطع بعضها نظر فإن لم يبن منها شيء بل شق طرفها وبقى متدليا لم يمنع على الأصح وقال القفال يمنع وإن أبين فإن كان كثيرا بالإضافة إلى الأذن منع قطعا وإن كان يسيرا منع أيضا على الأصح لفوات جزء مأكول.
وقال الإمام وأقرب ضبط بين الكثير واليسير أنه إن لاح النقص من البعد فكثير وإلا فقليل (روضة الطالبين ،ج٣ص١٩٥، ١٩٦، كتاب الضحايا)

www.idaraghufran.org

جائز نہیں، اور تہائی حصہ کٹا ہوا ہو، تو اس میں مالکیہ کا اختلاف ہے، اور تہائی حصہ سے کم کٹا ہوا ہو، تو ایسے جانور کی قربانی مالکیہ کے نزدیک جائز ہے۔ [1]

اور حنابلہ کے راجح قول کے مطابق جس جانور کے کان کا نصف سے زائد حصہ کٹا ہوا ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور نصف سے کم کٹا ہوا ہونے کی صورت میں جائز ہے، مشہور قاعدہ ''للاکثر حکم الکل'' کی وجہ سے۔

اس کے علاوہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے یہی مروی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [2]

---

[1] فإن قطع أزيد من الثلث لم تجز وفي الثلث خلاف واليسير لا يضر (القوانين الفقهية لابى القاسم، محمد بن أحمد بن محمد الكلبى الغرناطى، ص١٢٧، الباب الثانى فى الأضحية)

(ولا المشقوقة الأذن أن يكون يسيرا وكذلک القطع):هذا معطوف على قوله ولا يجزء وأخبر فى كلامه على أنه إذا كان الشق أو القطع يسيرا فإنها تجزء وإلا فلا ولم يبين مقدارهما، وقال اللخمى قطع ما دون الثلث يسير وما فوقه كثيرا، وفى الثلث قولان فقال ابن حبيب هو كثير ومفهوم قول أبى محمد أنه يسير قال، وأما الشق فهو أيسر من القطع وشق النصف يسير، وقال المازرى: رواية المتأخرين تشير إلى أن القطع والشق باعتبار الكثرة سيان ورأى بعض المتأخرين أن الشق أيسر من القطع والتفصيل المذكور الأذن هو بعينه فى الذنب عند ابن رشد وقال الباجى الصحيح أن الثلث من الأذن يسير ومن الذنب كثير لأنه لحم وعصب والأذن طرف جلد ونحوه للمازرى(شرح ابن ناجى التنوخى على متن الرسالة لابن أبى زيد القيروانى، ج ا ص ٣٦٢، باب فى الضحايا والذبائح والعقيقة والصيد والختان)

[2] وقيد الحنابلة الإجزاء وعدمه بالمساحة .فإن كان الذاهب أكثر قرنها فإنها لا تجزء، لأن الأكثر كالكل، ولحديث على رضى الله تعالى عنه قال: نهى النبى صلى الله عليه وسلم أن يضحى بأعضب الأذن والقرن ، قال قتادة: فذكرت ذلک لسعيد بن المسيب فقال: العضب: النصف أو أكثر من ذلک .

وعن الإمام أحمد روايتان فيما زاد على الثلث.

إحداهما: إن كان دون النصف جاز واختاره الخرقى.

والثانية: إن كان ثلث القرن فصاعدا لم يجز وإن كان أقل جاز (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٥ ا ص ٢٩٤، ٢٩٥، مادة ''جماء'')

وأما العضب: فهو ذهاب أكثر من نصف الأذن أو القرن، وذلک يمنع الإجزاء أيضا .وبه قال النخعى وأبو يوسف ومحمد، وقال أبو حنيفة والشافعى: تجزء مكسورة القرن .وروى نحو ذلک عن على وعمر وعمار وابن المسيب والحسن .وقال مالک: إن كان قرنها يدمى، لم يجز، وإلا جاز.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

یہ بات ملحوظ رہے کہ حنابلہ کے نزدیک مذکورہ حکم کان کے بارے میں ہے۔
اور حنابلہ کے نزدیک دُم کٹے ہوئے جانور کا حکم اس سے مختلف ہے۔
چنانچہ جس جانور کی دُم کاٹ دی گئی ہو، حنابلہ کے صحیح قول کے مطابق اس کی قربانی جائز ہے، خواہ مکمل دُم کاٹ دی گئی ہو، اور جس کی پیدائشی دُم نہ ہو، اس کی قربانی بدرجۂ اولیٰ حنابلہ کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال عطاء ومالک: إذا ذهبت الأذن كلها، لم يجز، وإن ذهب يسير، جاز .واحتجوا بأن قول النبی – صلى الله عليه وسلم –: أربع لا تجوز فی الأضاحی .يدل على أن غيره يجزء؛ ولأن فی حديث البراء، عن عبيد بن فيروز، قال: قلت للبراء فإنی أكره النقص من القرن ومن الذنب .فقال: اكره لنفسک ما شئت، وإياک أن تضيق على الناس.

ولأن المقصود اللحم، ولا يؤثر ذهاب ذلک فيه .ولنا ما روى عن علی – رضی الله عنه – قال نهى رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أن يضحى بأعضب القرن والأذن. قال قتادة: فسألت سعيد بن المسيب، فقال: نعم، العضب النصف فأكثر من ذلک .رواه الشافعی، وابن ماجه وعن علی – رضی الله عنه – قال: أمرنا رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أن نستشرف العين والأذن .رواه أبو داود، والنسائی .وهذا منطوق يقدم على المفهوم(المغنی لابنِ قدامة، ج ۹ ص ۴۴۱، ۴۴۲، كتاب الاضاحی)

مسألة: لا تجوز الأضحية بعضباء الأذن، والقرن، واختلفت الرواية فی صفة ذلک .

فنقل حنبل العضب ما كان أكثر من النصف من الأذن أو القرن فإذا انقطع أكثر من نصف الأذن والقرن لم يضح به، فظاهر هذا أن العضب المانع ذهاب أكثر من النصف فأما النصف فما دون فلا يمنع، وهو اختيار الخرقی.

ونقل المروذی عنه: لا يضحى بالمكسورة القرن إذا كان فيما بينها وبين الثلث .فظاهر هذا أن المانع ذهاب أكثر من الثلث وهو اختيار أبی بكر .ووجه هذه الرواية أن الثلث فی حد القلة، وما زاد عليه فی حد الكثرة ولهذا المعنى جاز للمريض التصرف فی الثلث، ولم يجز الزيادة عليه وتعاقل المرأة الرجل فی الثلث فما دون وما زاد عليه على النصف لأنه يحصل فی حد الكثرة والجد يقاسم الأخو ما لم ينقصه من الثلث، فإذا أنقصه فرض له الثلث لأن ما نقص فی حد القلة.

ووجه من اعتبر الزيادة على النصف ما روى عن سعيد بن المسيب أنه قال: العضب ذهاب النصف فما فوق ولا يقول مثل هذا إلا توقيفاً ولأن أطراف الأذن غير مستطاب وإنما يستطاب أصولها وإذا قطع الأقل لم يؤثر فإذا قطع زيادة على النصف فقد ذهب بجزء مما هو مستطاب فجاز أن يؤثر ولأن الأكثر قد جعل فی الأصول قائماً مقام الكل فجاز أن يقوم الأكثر هاهنا مقام ذهاب جميع الأذن وذهاب الجميع يمنع ولم يقم الأقل مقام الكل فجاز أن لا يمنع كاليسير(المسائل الفقهية من كتاب الروايتين والوجهين لابن الفراء، ج۳ص ۲۵، ۲۶، كتاب الصيد والذبائح والأطعمة والضحايا، عيون الاضحية)

نزدیک جائز ہے۔ [1]

اسی طرح جس جانور کے پیدائشی طور پر بالکل کان نہ ہوں، تو جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس کی قربانی جائز نہیں، البتہ حنابلہ کے نزدیک اس کی قربانی جائز ہے۔ [2]

اس سلسلہ میں حنفیہ کے قول کی تفصیل

حنفیہ کے نزدیک اصل حکم یہ ہے کہ جس جانور کے کان، دُم وغیرہ اعضاء میں سے کسی عضو کا کثیر و اکثر حصہ کٹا ہوا ہو، تو قربانی جائز نہیں، اور قلیل و یسیر حصہ کٹا ہوا ہو، تو قربانی جائز ہے۔

---

[1] (وتجزء الجماء) وهى التى لم يخلق لها قرن لعدم النهى، ولأنه لا يخل بالمقصود بخلاف التى ذهب أكثر أذنها، (والبتراء) التى لا ذنب لها، ونقل حنبل :لا يضحى بها، وقطع به فى " التلخيص "، فلو كان وقطع، فوجهان، وفى "المغنى "و "الشرح "أن الذى قطع منها عضو كالألية :لا تجزء(المبدع فى شرح المقنع، ج٣،ص ٢٥٥ ،باب الهدى والأضاحى،ما يجزء فى الهدى والأضحية)

البتراء وهى التى لا ذنب لها هل تجزء أم لا؟ أطلق الخلاف, وأطلقه فى الرعايتين والحاويين والنظم والفائق وغيرهم, أحدهما تجزء, وهو الصحيح جزم به فى العمدة والمقنع والوجيز ونهاية ابن رزين وغيرهم, وقدمه فى المغنى الكافى والشرح وغيرهم, وهو ظاهر ما صححه ابن منجى فى شرحه .والوجه الثانى لا تجزء نقل حنبل :لا يضحى بأبتر ولا بناقصة الخلق, وقطع به فى المستوعب والتلخيص(كتاب الفروع و معه تصحيح الفروع ،ج٦،ص ٨٩، كتاب المناسك،باب الهدى والأضحية)

[2] ويتفق الفقهاء على أن صغيرة الأذنين تجزء فى الأضحية (سواء سميت سكاء أو صمعاء).
لكن قال المالكية :إن كانت الأذن صغيرة جدا بحيث تقبح به الخلقة فلا تجزء.
أما التى خلقت بلا أذنين فلا تجزء فى الأضحية عند جمهور الفقهاء -الحنفية والمالكية والشافعية -وتجزء عند الحنابلة؛ لأن ذلك لا يخل.
وما يقال فى الأضحية يقال فى الهدى(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٥ ص ٨٩،٩٠، مادة "سكاء")

وتجزء الصمعاء، وهى التى لم يخلق لها أذن، أو خلقت لها أذن صغيرة كذلك .وتجزء البتراء، وهى المقطوعة الذنب كذلك(المغنى لابنِ قدامة، ج٣ص ٤٧٦، كتاب الحج، باب الفدية وجزاء الصيد، فصل يجزء الخصى فى الأضحية)

ويجزء ما ذهب نصف إليتها والجماء: وهى التى خلقت بلا قرن والصمعاء: وهى الصغيرة الأذن وما خلقت بلا أذن والبتراء التى لا ذنب لها: خلقة أو مقطوعا(الاقناع فى فقه الامام احمد بن حنبل، ج ١ ص ٤٠٣، كتاب الحج، باب الهدى والاضاحى والعقيقة،فصل ولا يجزء فيهما العوراء)

پھر کثیر اور قلیل کے درمیان حدِ فاصل کی مقدار میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کی چار روایات

امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب سے اس سلسلہ میں مجموعی طور پر چار روایات مروی ہیں۔

ایک روایت کے مطابق ثُلث (یعنی تہائی) یا اس سے اقل حصہ مقطوع و کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے اور ثُلث سے زائد حصہ مقطوع و کٹا ہوا ہونے کی صورت میں جائز نہیں (گویا کہ اس روایت کے مطابق ثُلث سے زائد اکثر کے مفہوم میں اور ثُلث یا اس سے کم اقل کے مفہوم میں داخل ہے)

دوسری روایت کے مطابق ثُلث (یعنی تہائی) سے کم حصہ مقطوع و کٹا ہوا ہونے کی صورت میں تو قربانی جائز ہے اور ثلث یا اس سے زائد حصہ مقطوع و کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں (گویا کہ اس روایت کے مطابق ثُلث یا اس سے زائد اکثر کے مفہوم میں اور ثُلث سے کم اقل کے مفہوم میں داخل ہے)

تیسری روایت کے مطابق باقی ماندہ حصہ مقطوع و کٹے ہوئے حصے سے زائد ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے، اور باقی ماندہ حصہ مقطوع و کٹے ہوئے حصے سے کم یا برابر ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں (گویا کہ اس روایت کے مطابق اکثر و اقل کا مفہوم مقطوع و باقی ماندہ حصہ کی نسبت سے ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہی قول ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کا بھی)

چوتھی روایت کے مطابق رُبع (یعنی چوتھائی) سے کم حصہ مقطوع و کٹا ہوا ہونے کی صورت میں تو قربانی جائز ہے، اور رُبع یا اس سے زیادہ حصہ مقطوع و کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں (گویا کہ اس روایت کے مطابق رُبع یا اس سے زائد اکثر کے مفہوم میں اور رُبع سے کم اقل کے مفہوم میں داخل ہے)

چنانچہ صاحبِ بدائع، ان روایات واقوال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ذكر في الجامع الصغير ينظر فإن كان الذاهب كثيرا يمنع جواز التضحية وإن كان يسيرا لا يمنع؛ لأن اليسير مما لا يمكن التحرز عنه إذ الحيوان لا يخلو عنه عادة، فلو اعتبر مانعا لضاق الأمر على الناس ووقعوا في الحرج.

واختلف أصحابنا في الحد الفاصل بين القليل والكثير فعن أبي حنيفة – رحمه الله – أربع روايات، روى محمد – رحمه الله – عنه في الأصل، وفي الجامع الصغير أنه إن كان ذهب الثلث أو أقل جاز وإن كان أكثر من الثلث لا يجوز.

وروى أبو يوسف – رحمه الله – أنه إن كان ذهب الثلث لا يجوز وإن كان أقل من ذلك جاز وقال أبو يوسف – رحمه الله –: ذكرت قولي لأبي حنيفة – رحمه الله – فقال: قولي مثل قولك، وقول أبي يوسف أنه إن كان الباقي أكثر من الذاهب يجوز وإن كان أقل منه أو مثله لا يجوز.

وروى أبو عبد الله البلخي عن أبي حنيفة – رضي الله عنه – أنه إذا ذهب الربع لم يجزه، وذكر الكرخي قول محمد مع قول أبي حنيفة في روايته عنه في الأصل، وذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي قوله مع قول أبي يوسف.

(وجه) قول أبي يوسف وهو إحدى الروايات عن أبي حنيفة أن القليل والكثير من الأسماء الإضافية فما كان مضافه أقل منه يكون كثيرا وما كان أكثر منه يكون قليلا إلا أنه قد قال بعدم الجواز إذا

كانا سواء احتياطا لاجتماع جهة الجواز وعدم الجواز إلا أنه يعتبر بقاء الأكثر للجواز ولم يوجد.

وروى عن النبى – عليه الصلاة والسلام – أنه نهى عن العضباء قال سعيد بن المسيب: العضباء التى ذهب أكثر أذنها، فقد اعتبر النبى – عليه الصلاة والسلام – الأكثر، وأما وجه رواية اعتبار الربع كثيرا فلأنه يلحق بالكثير فى كثير من المواضع كما فى مسح الرأس والحلق فى حق المحرم ففى موضع الاحتياط أولى.

وأما وجه رواية اعتبار الثلث كثيرا فلقول النبى – عليه الصلاة والسلام – فى باب الوصية الثلث والثلث كثير جعل – عليه الصلاة والسلام – الثلث كثيرا مطلقا، وأما وجه رواية اعتباره قليلا فاعتباره بالوصية؛ لأن الشرع جوز الوصية بالثلث ولم يجوز بما زاد على الثلث فدل أنه إذا لم يزد على الثلث لا يكون كثيرا

(بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ج۵ ص۷۵، كتاب التضحية، فصل فى شرائط جواز إقامة الواجب فى الأضحية، دار الكتب العلمية، بيروت)

اور ''تبيينُ الحقائق'' میں ان روایات کا ذکر کرتے ہوئے مذکور ہے کہ:

وإن بقى أكثر الأذن جاز، وكذا أكثر الذنب؛ لأن للأكثر حكم الكل بقاء وذهابا، وهذا؛ لأن العيب اليسير لا يمكن التحرز عنه فجعل عفوا، وعن أبى حنيفة – رحمه الله – أن الثلث إذا ذهب وبقى الثلثان يجوز، وإن ذهب أكثر من الثلث لا يجوز؛ لأن الثلث ينفذ فيه الوصية من غير إجازة الورثة فاعتبر قليلا، وفيما زاد لا ينفذ إلا برضاهم فاعتبر كثيرا، ويروى عنه الربع؛ لأنه يحكى

حكاية الكل، ويروى أن ذهاب الثلث مانع لقوله – عليه الصلاة والسلام – في حديث الوصية الثلث والثلث كثير، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله إذا بقي أكثر من النصف أجزأه اعتبارا للحقيقة، وهو اختيار أبي الليث، وقال أبو يوسف أخبرت بقولي أبا حنيفة قال قولي قولك قيل هو رجوع إلى قول أبي يوسف، وقيل معناه قولي قريب من قولك، وفي كون النصف مانعا روايتان عنهما (تبيين الحقائق، ج٦ ص٥، ٦، كتاب الأضحية، المطبعة الكبرى الأميرية -بولاق ، القاهرة)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ جس جانور کا کان یا دُم وغیرہ کٹی ہوئی ہو، اس کی کٹی ہوئی مقدار کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب سے مجموعی طور پر چار روایات مروی ہیں۔

ثلث سے زائد مقطوع روایت کی حیثیت

پہلی روایت جس کے مطابق ثُلث (یعنی تہائی) یا اس سے کم حصہ مقطوع یعنی کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے، اور ثُلث سے زائد حصہ مقطوع ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں، اور اس روایت کے مطابق ثلث سے زائد اکثر کے اور ثلث اور اس سے کم اقل کے مفہوم میں داخل ہے۔

اس روایت کو قاضی خان وغیرہ نے ظاھرُ الروایة قرار دیا ہے، اور اس روایت کو صحیح وعليه الفتویٰ فرمایا ہے۔

اور بظاہر یہ روایت احتیاط پر مبنی ہے، یعنی اس کے مطابق عمل کرنا احتیاط میں داخل ہے۔

چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ:

إذا كان الذاهب أكثر من الثلث و أقل من النصف لا يجوز في ظاهر الرواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى و عند أبي يوسف و محمد رحمه الله تعالى إذا كان الذاهب أقل من النصف جاز و هو رواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى وان كان الذاهب نصفا فعن ابي يوسف رحمه الله تعالىٰ فيه روايتان *و الصحيح أن الثلث و ما دونه قليل و مازاد عليه كثير و عليه الفتوى (فتاوی قاضی خان، ج: ۳ ص: ۲۱۱، کتاب الأضحية)

ہمارے متعدد اردو فتاویٰ میں مذکورہ روایت کے مطابق ہی فتویٰ مذکور ہے۔

نصف سے زائد مقطوع روایت کی حیثیت

اور تیسری روایت جس کی رو سے باقی ماندہ حصہ، مقطوع یعنی کٹے ہوئے حصے سے زائد ہو، تو قربانی جائز ہے، اور باقی ماندہ حصہ، مقطوع یعنی کٹے ہوئے حصے سے کم یا برابر ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں۔

اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ جس جانور کا نصف، یا اس سے زائد حصہ مقطوع ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور نصف سے کم حصہ مقطوع ہو، تو قربانی جائز ہے، اور اس روایت میں اکثر واقل کے حقیقی مفہوم کو مقطوع و باقی ماندہ حصہ کی نسبت سے ملحوظ رکھا گیا ہے۔

یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

اور بعض جلیل القدر حنفیہ، مثلاً امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسی قول کی طرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع قرار دیا ہے، اور بعض حنفیہ کا فتویٰ بھی اس کے مطابق ہے، نیز امام محمد رحمہ اللہ نے ”مؤطا امام محمد“ میں اس کو اختیار فرمایا ہے۔

اور اس روایت یا قول پر عمل کرنے میں وسعت وسہولت ہے۔

www.idaraghufran.org

اور ہمارا رجحان بھی اسی وسعت والی روایت کی طرف ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ قربانی کے سلسلہ میں عوام کے لیے حتی الامکان جواز کے قول کو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے، اور عدمِ جواز کی صورت میں موجودہ زمانہ میں غیر معمولی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بالخصوص ایسے زمانے اور علاقے میں، جہاں دوسرے یا ایسے شخص کے لیے جانور کی دستیابی مشکل ہو، جس کو متبادل اور دوسرے جانور کا انتظام کرنا دشوار ہو۔

دوسرے اس روایت کے ''للاکثر حکم الکل'' کے قاعدہ وضابطہ کے مطابق ہونے کی وجہ سے، جس پر متعدد فقہی احکام متفرع کیے جاتے ہیں۔

تیسرے اس وجہ سے کہ حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چوتھے امام احمد رحمہ اللہ کا راجح قول بھی یہی ہے۔ پانچویں امام ابو یوسف اور امام محمد کی طرف بھی یہی قول منسوب ہے۔ چھٹے بعض حضرات کے نزدیک اسی قول کی طرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع بھی ثابت ہے۔

تائید کے لیے چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ ''مؤطا'' میں فرماتے ہیں:

أخبرنا مالک، أخبرنا عمرو بن الحارث، أن عبيد بن فيروز، أخبره، أن البراء بن عازب، سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: ماذا يتقى من الضحايا؟ فأشار بيده، وقال: أربع، وكان البراء بن عازب يشير بيده ويقول: يدی أقصر من يده وهی العرجاء البين ظلعها، والعوراء البين عورها، والمريضة البين مرضها، والعجفاء التی لا تنقی، قال محمد: وبهذا نأخذ، فأما العرجاء فإذا مشت علی رجلها فهی تجزء، وإن كانت لا تمشی لم تجزء، وأما العوراء فإن كان بقی من البصر الأكثر من نصف البصر أجزأت،

www.idaraghufran.org

وإن ذهب النصف فصاعدا لم تجزء، وأما المريضة التى فسدت لمرضها، والعجفاء التى لا تنقى فإنهما لا يجزئان (مؤطا امام محمد ، تحت رقم الحديث ٦٣٣ ، كتاب الضحايا، باب مايكره من الضحايا)

''الدرُّ المختار''میں ہے کہ:

(ومقطوع أكثر الأذن أو الذنب أو العين) أى التى ذهب أكثر نور عينها فأطلق القطع على الذهاب مجازا، وإنما يعرف بتقريب العلف (أو) أكثر (الألية) لأن للأكثر حكم الكل بقاء وذهابا فيكفى بقاء الأكثر، وعليه الفتوى مجتبى (الدر المختار)

اوراس کی شرح''ردُّ المحتار''میں ہے کہ:

(قوله ومقطوع أكثر الأذن إلخ) فى البدائع: لو ذهب بعض الأذن أو الألية أو الذنب أو العين .ذكر فى الجامع الصغير إن كان كثيرا يمنع، وإن يسيرا لا يمنع .واختلف أصحابنا فى الفاصل بين القليل والكثير؟ فعن أبى حنيفة أربع روايات .روى محمد عنه فى الأصل والجامع الصغير أن المانع ذهاب أكثر من الثلث، وعنه أنه الثلث، وعنه أنه الربع، وعنه أن يكون الذاهب أقل من الباقى أو مثله اهـ بالمعنى والأولى هى ظاهر الرواية، وصححها فى الخانية حيث قال: والصحيح أنه الثلث، وما دونه قليل، وما زاد عليه كثير وعليه الفتوى اهـ ومشى عليها فى مختصر الوقاية والإصلاح .والرابعة هى قولهما قال فى الهداية .وقالا: إذا بقى الأكثر من النصف أجزأه، وهو اختيار الفقيه أبى الليث، وقال أبو يوسف: أخبرت بقولى أبا حنيفة فقال قولى هو قولک، قيل هو

www.idaraghufran.org

رجوع منه إلى قول أبى يوسف، وقيل معناه قولى قريب من قولک.

وفى كون النصف مانعا روايتان عنهما اهـ .وفى البزازية: وظاهر مذهبهما أن النصف كثير اهـ .وفى غاية البيان: ووجه الرواية الرابعة وهى قولهما وإليها رجع الإمام أن الكثير من كل شىء أكثره، وفى النصف تعارض الجانبان اهـ أى فقال بعدم الجواز احتياطا بدائع، وبه ظهر أن ما فى المتن كالهداية والكنز والملتقى هو الرابعة، وعليها الفتوى كما يذكره الشارح عن المجتبى، وكأنهم اختاروها لأن المتبادر من قول الإمام السابق هو الرجوع عما هو ظاهر الرواية عنه إلى قولهما والله تعالى أعلم (ردُّ المحتار ج ٦ ص ٣٢٣، ٣٢٤، كتاب الأضحية، دارالفكر ،بيروت)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فإن أصحابنا رحمهم الله يختلفون فى ذلک .فأما أبو حنيفة , رحمة الله عليه فروى عنه: المقطوع من ذلک , إذا كان ربع ذلک العضو فصاعدا , لم يصح بما قطع ذلک منه , وإن كان أقل من الربع , ضحى به .وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله: إذا كان المقطوع من ذلک , هو النصف فصاعدا , فلا يضحى بما إذا قطع ذلک منه .وإن كان أقل من النصف , فلا بأس أن يضحى بها .إلا أن أبا يوسف رحمه الله ذكر أنه ذكر هذا القول لأبى حنيفة فقال له: قولى مثل قولک .فثبت بذلک رجوع أبى حنيفة: رحمة الله عليه , عن قوله الذى قد كان قاله , إلى ما حدثه

به أبو يوسف .وقد وافق ذلک من قولهم , ما روينا عن سعيد بن المسيب فى هذا الباب (شرح معانى الآثار، ج۲ص۱۷۰، کتاب الصيد والذبائح والاضاحى، باب العيوب التى لايجوز الهدايا والضحايا اذا كانت بها)

اور امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مسألة :(الأضحية بمقطوعة الأذن والذنب)

قال أبو جعفر :(وإذا كانت مقطوعة الذنب أو الأذن أو الألية، فإن أبا حنيفة كان يقول :إن كان الذى ذهب من ذلک الثلث فصاعدًا :لم يجز أن يضحى بها، وإن كان أقل :يجزء، ثم رجع فقال :إذا بقى الأكثر أجزأ، وهو قول أبى يوسف ومحمد.

قال أحمد :هذا الذى ذكره أبو جعفر عن أبى حنيفة فى أنَّ ذهاب الثلث من الأذن والذنب يمنع جوازها، هى رواية أبى يوسف، وقال فى الجامع الصغير، وفى الأصل :إنَّ الثلث يجزء فى قوله الأول :ولا يجزء إذا ذهب أكثر من الثلث.

قال أحمد :الأصل فى ذلک :ما روى حجية بن عدى عن على رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال" :استشرفوا العين والأذن."

ولم يبين فيه المقدار الذى يجب اعتباره فى ذلک، وقد بين ذلک فيما حدثنا عن أبى داود حدثنا مسلم بن إبراهيم حدثنا هشام الدستوائى عن قتادة عن جرى بن كليب عن على رضى الله عنه "أنَّ النبى صلى الله عليه وسلم نهى أن يضحَّى بعضباء الأذن والقرن."

www.idaraghufran.org

قال أبو داود :وحدثنا مسدد حدثنا يحيى حدثنا هشام عن قتادة قال :قلت لسعيد بن المسيب :ما الأعضب؟ قال :النصف فما فوقه."

فبين فى هذا الخبر اعتبار النصف فما فوقه فى الامتناع جوازه عن الأضحية.

فإن قيل :روى أبو عوانة وشريك عن جابر عن محمد بن قرظة عن أبى سعيد الخدرى قال" :اشتريت كبشًا لأضحى به، فعدا الذئب عليه، فقطع أليته، فسألت النبى عليه الصلاة والسلام فقال: ضحِّ به."

قيل له :هذا حديث فاسد السند والمتن جميعًا؛ لأن شعبة رواه عن جابر عن محمد بن قرظة عن أبى سعيد قال ولم يسمعه منه: إنه اشترى كبشًا ليضحى به، فأكل الذئب ذنبه، أو بعض ذنبه، فسأل النبى عليه الصلاة والسلام .فقال :ضح به.

فذكر أنَّ بين ابن قرظة وبين أبى سعيد رجل آخر، لم يسمه .قال: أو بعض ذنبه، وجائز أن يكون ذلك البعض أقل من النصف.

وعلى أنَّ جابرًا هذا هو جابر الجعفى، وهو ساقط الحديث، لما يحكى عنه من فساد مذهبه، وقبح طريقته.

*وأما وجه قول أبى حنيفة الأول فى اعتبار الثلث :فهو أنَّ الثلث قد ثبت له حكم الكثرة فى بعض الأصول، وهو قول النبى عليه الصلاة والسلام فى الوصية" :الثلث، والثلث كثير."

ووجه رواية الجامع الصغير، والأصل، فى أنَّ ذهاب الثلث لا

www.idaraghufran.org

يمنع الجواز :أنَّ النبى عليه الصلاة والسلام وإن جعل الثلث فى حد الكثرة، بقوله" :الثلث كثير"، فقد جعله فى الحكم بمنزلة ما دونه، وفرّق بينه وبين ما هو أكثر منه (شرح مختصر الطحاوى، للجصاص، ج٧، ص٣٥٧، كتاب الضحايا)

اور''الهداية'' کی شرح''البناية''میں ہے کہ:

(وقال أبو يوسف ومحمد :إذا بقى الأكثر من النصف أجزأه اعتبارا للحقيقة) ش :لأن القليل والكثير فى الأسماء المتقابلة فما دون النصف يكون قليلا م :(على ما تقدم فى الصلاة) ش: يعنى إذا كان أكثر من نصف الساق يمنع وعن أبى يوسف فى ذلك ثلاث روايات :فى رواية يجزئه ما دون النصف ويمنع بما زاد عليه، وفى رواية "الجامع :"يمنع النصف، وفى رواية كقولهما يمنع الربع لا ما دونه ويمنع ما فوقه مطلقا.

م :(وهو اختيار الفقيه أبى الليث) ش :أى قول أبى يوسف ومحمد وهو الذى اختاره أبو الليث فى شرح "الجامع الصغير " وإليه رجع أبو حنيفة(البناية شرح الهداية، ج١٢، ص٣٧، كتاب الأضحية)

اور''مجمع الانهر''میں ہے کہ:

(ولا) لا تجوز (مقطوعة اليد أو الرجل) لنقصانها (وذاهبة أكثر العين أو) أكثر (الأذن) لقول على -رضى الله تعالى عنه -أمرنا رسول الله -عليه الصلاة والسلام -أن نستشرف العين والأذن وأن لا نضحى بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء (أو أكثر الذنب) ؛ لأنه عضو كامل مقصود فصار كالأذن (أو) أكثر

www.idaraghufran.org

(الألية) وإنما قيد الذهاب بالأكثر لأنه أن يبقى الأكثر من العين والأذن والذنب ونحوها جاز؛ لأن للأكثر حكم الكل بقاء وذهابا.
وفي المنح واختاره أبو الليث وعليه الفتوى (وفي ذهاب النصف روايتان) عن الإمام وكذا عنهما لما في الهداية وفي كون النصف مانعا روايتان عنهما كما في انكشاف العضو عن أبي يوسف (وتجوز إن ذهب أقل منه) أي من النصف (وقيل إن ذهب أكثر من الثلث لا تجوز) قال ابن الشيخ في شرح الوقاية في ظاهر الرواية عن الإمام؛ لأن الثلث قليل ولذا تنفذ فيه الوصية بخلاف ما زاد عليه لكونه أكثر (وقيل إن ذهب الثلث لا يجوز) لقوله - عليه الصلاة والسلام -في حديث وصية الثلث والثلث كثير.
وفي رواية عنه الربع وفي القهستاني أن كل عيب مانع لها إن كان أكثر من النصف لا يجوز بالإجماع وإن كان أقل منه يجوز بالإجماع (مجمع الانہر، ج۲ص ۵۲۰، ۵۲۱، کتاب الاضحیة)

معلوم ہوا کہ جس جانور کی دُم، کان وغیرہ کا نصف سے کم حصہ کٹا ہو، اس کی قربانی کے جواز کا قول بھی متعدد حنفیہ کے نزدیک معتمد و مفتٰی بہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مرجوع الیہ قرار شدہ قول ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُضَحّٰى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ قَالَ قَتَادَةُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، فَقَالَ: الْعَضْبُ، مَا بَلَغَ النِّصْفَ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۵۰۴، ابواب الاضاحی، باب فی الضحية بعضباء القرن والأذن) [1]

---

[1] قال الترمذی: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ اور کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے ذکر کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ ہے کہ جس کے کان وغیرہ کا آدھا حصہ، یا اس سے زیادہ کٹا ہوا ہو (ترمذی)

سینگ کٹے، یا ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کی تحقیق الگ سے ہمارے دوسرے رسالہ میں تحریر کردی گئی ہے، وہاں ملاحظہ کرلی جائے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ.

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ قربانی کے جانور کے کان اور دم وغیرہ کٹے ہونے کی صورت میں حنفیہ کی مختلف روایات میں سے دو روایتیں راجح ہیں، ایک روایت کے مطابق تہائی، یا اس سے کم حصہ کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے، اور تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا ہونے کی صورت میں جائز نہیں۔

یہ روایت احتیاط پر مبنی ہے، اور بعض حنفی مشائخ کا فتویٰ اسی پر ہے۔

جبکہ دوسری روایت کے مطابق نصف سے کم حصہ کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے اور نصف، یا اس سے زائد حصہ کٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں۔

یہ قول صاحبین رحمہما اللہ اور بطورِ خاص امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے، اور بعض حضرات نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسی کی طرف رجوع کرنا قرار دیا ہے، اور اسی پر فتویٰ ہونا بیان فرمایا ہے، اور یہ روایت سہولت اور وسعت پر مبنی ہے، اور کان کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ کا راجح قول بھی اس کے مطابق ہے۔

اور حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا قول بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

اور ہمارے نزدیک اس روایت پر عمل کرنے اور فتویٰ دینے میں حرج نہیں۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان

09/شوال المکرّم/1438ھ 04/جولائی/2017 بروز منگل

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

(ضمیمہ)

جانور کی بینائی کمزور ہونے کا حکم

ملحوظ رہے کہ حنفیہ کے نزدیک جو حکم کان اور دُم کا ہے، وہی حکم بینائی ونظر کے متاثر وکمزور ہوجانے کا ہے۔

پس جس جانور کی بینائی متاثر وکمزور ہوگئی ہو، تو ایک روایت کے مطابق اگر تہائی سے زیادہ بینائی ختم ہوگئی ہو، اور دو تہائی سے کم بینائی باقی ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور تہائی، یا اس سے کم مقدار میں ختم ہوگئی ہو، اور دو تہائی، یا اس سے زیادہ باقی ہو، تو اس جانور کی قربانی جائز ہے، اور دوسری روایت کے مطابق اگر نصف یا اس سے زیادہ بینائی ختم ہوگئی ہو، اور نصف یا اس سے کم بینائی باقی ہو، تو اس جانور کی قربانی جائز نہیں، اور نصف سے کم بینائی متاثر وختم ہوئی ہو، اور نصف سے زیادہ باقی ہو تو اس جانور کی قربانی جائز ہے۔

اور جانور کی بینائی کی مقدار کو پہچاننے کا بعض فقہائے کرام نے یہ طریقہ بیان فرمایا ہے کہ جانور کو کچھ وقت تک بھوکا رکھ کر پہلے عیب دار آنکھ پر کچھ باندھ کر دور سے چارہ دکھاتے ہوئے قریب لائیں، جہاں سے جانور کو نظر آجائے، وہاں نشان کردیں، پھر صحیح آنکھ کو باندھ کر یہی عمل دہرائیں، پھر دونوں کے فاصلوں کی نسبت معلوم کریں، اگر فرق نصف یا اس سے زائد ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ نصف یا اس سے زائد بینائی متاثر ہے، اور اگر فرق ثلث سے زائد ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ تہائی سے زائد بینائی متاثر ہے۔ [1]

---

[1] (وَمَقْطُوعِ أَكْثَرِ الْأُذُنِ أَوْ الذَّنَبِ أَوْ الْعَيْنِ) أَیْ الَّتِی ذَهَبَ أَكْثَرُ نُورُ عَيْنِهَا فَأُطْلِقَ الْقَطْعُ عَلَى الذَّهَابِ مَجَازًا، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ بِتَقْرِيبِ الْعَلَفِ (أَوْ) أَكْثَرِ (الْأَلْيَةِ) لِأَنَّ لِلْأَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ بَقَاءً وَذَهَابًا فَيَكْفِي بَقَاءُ الْأَكْثَرِ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى مُجْتَبَى(الدر المختار مع شرحه رد المحتار ج ٦ ص ٣٢٣، ٣٢٤، كتاب الأضحية، دار الفكر، بيروت)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پس احتیاط تو اسی میں ہے کہ کان یا دُم وغیرہ کا تہائی سے زیادہ حصہ کٹے ہوئے اور تہائی سے زیادہ بینائی ختم شدہ جانور کی قربانی نہ کی جائے، اور اگر نصف سے کم حصہ کٹے ہوئے اور نصف سے کم بینائی ختم شدہ جانور کی قربانی کی، تو بھی ایک روایت کے مطابق قربانی درست ہوجاتی ہے۔

اور ہمارے نزدیک قربانی ادا و درست ہوجانے کے اعتبار سے یہی وسعت والی روایت راجح ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ثم معرفة مقدار الذاهب والباقي متيسر في غير العين، وفي العين قالوا يشد عينها المعيبة بعد أن جاعت ثم يقرب العلف إليها قليلا قليلا فإذا رأته في موضع علم ذلك الموضع ثم يشد عينها الصحيحة، ويقرب العلف إليها شيئا فشيئا حتى إذا رأته من مكان علم عليه ثم ينظر ما بينهما من التفاوت فإن كان نصفا أو ثلثا أو غير ذلك فالذاهب هو ذلك القدر (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج ٦ ص ٦ كتاب الأضحية)

ثم معرفة المقدار في غير العين متيسر، وفي العين قالوا :تشد العين المعيبة بعد أن لا تعتلف الشاة يوما أو يومين ثم يقرب العلف إليها قليلا قليلا، فإذا رأته من موضع أعلم على ذلك المكان ثم تشد عينها الصحيحة وقرب إليها العلف قليلا قليلا حتى إذا رأته من مكان أعلم عليه .ثم ينظر إلى تفاوت ما بينهما، فإن كان ثلثا فالذاهب الثلث، وإن كان نصفا فالنصف(فتح القدير، ج۹، ص۵۱۵، كتاب الأضحية)

[1] اور ہم نے اپنی کتاب ''ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' کے پانچویں ایڈیشن میں اسی وسعت وسہولت والی روایت کو اختیار کیا ہے، جبکہ اس سے پہلے تہائی سے زائد والی روایت کو اختیار کیا تھا، البتہ ہماری کتاب کے حاشیہ میں جو یہ عبارت درج ہے کہ:

> ''جبکہ امام صاحب رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق تہائی، یا اس سے زیادہ کان، دُم وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز نہیں، اور اس سے کم کٹے ہوئے ہونے کی صورت میں جائز ہے، اور یہ روایت احتیاط پر مبنی ہے، اور بہت سے اکابر فقہاء نے بربنائے احتیاط اسی کو اختیار کیا ہے، اور بندہ نے بھی بعض تحریرات میں پہلے اسی کو اختیار کیا تھا'' (ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، صفحہ ۳۵۳، پانچواں ایڈیشن)

اس عبارت میں یہ اصلاح ہونی مناسب ہے کہ:

> ''جبکہ امام صاحب کی ایک روایت کے مطابق (جس کو بعض حضرات نے ظاہر الروایۃ قرار دیا ہے) تہائی سے زیادہ کان، دُم وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز نہیں، اور تہائی یا اس سے کم کٹے ہوئے ہونے کی صورت میں جائز ہے، الخ''

آئندہ طباعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردی جائے گی، اس عبارت کی اصلاح کی طرف جناب مولانا مفتی ضیاء الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ (دارالافتاء: دارالعلوم تعلیم القرآن، راولپنڈی) نے توجہ دلائی، جن کا بندہ ممنون ہے۔
فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

پھر اگر کسی جانور کے تھوڑے تھوڑے دونوں کان کٹے یا چِرے ہوئے ہوں، اور کسی ایک کٹے یا چِرے ہوئے کان کی مقدار تو اسی کان کی باقی ماندہ مقدار کے مقابلے میں مانع نہ ہو (یعنی ایک روایت کے مطابق تہائی یا اس سے کم اور دوسری روایت کے مطابق نصف سے کم کٹی ہوئی ہو) لیکن دونوں کانوں کی کٹی ہوئی مقدار کا مجموعہ ایک کان کی باقی ماندہ مقدار کے مقابلے میں مانع بن جاتا ہو (یعنی دونوں کانوں کی کٹی ہوئی مقدار کا مجموعہ ایک روایت کے مطابق ایک کان کے تہائی سے زیادہ اور دوسری روایت کے مطابق ایک کان کے نصف یا اس سے زیادہ کٹی ہوئی مقدار بن جاتی ہو) تو وہ قربانی کے لئے مانع ہوگا یا نہیں؟ بالفاظِ دیگر دونوں کانوں کی مقدار کو جمع کر کے دیکھا جائے گا یا نہیں؟

تو اس بارے میں فقہاء کے دونوں طرح کے اقوال ہیں۔

احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی قربانی نہ کی جائے، اگر کسی نے کردی تو امید ہے کہ اس کی قربانی ادا ہو جائے گی۔ [1]

آخر میں عرض ہے کہ فقہائے کرام کا یہ اختلاف ایک جانور کے دونوں کانوں کے خروق کو جمع کرنے نہ کرنے کے بارے میں ہے، اور ایک جانور کی دونوں آنکھوں کی بینائی کی کمزوری کو

---

[1] وفی البزازية :وهل تجمع الخروق فی أذنی الأضحية؟ اختلفوا فيه .قلت :وقدم الشارح فی باب المسح علی الخفين أنه ينبغی الجمع احتياطا (ردالمحتار، ج٦ ص ٣٢٤، كتاب الاضحية)

وفی الخلاصة أيضا والخرق فی أذنی الأضحية هل يجمع اختلف المشايخ فيه(البحرالرائق، ج ا ص ١٨٦ ،كتاب الطهارة، باب المسح علی الخفين)

ولا يجمع ما ذهب من الأذنين علی ما قال أبو علی الرازی وقال ابن سماعة إنه يجمع(مجمع الأنهر فی شرح ملتقی الأبحر، ج ٢ ص ٥٢٠، كتاب الأضحية)

وسئل عمرو بن الحافظ عن الأضحية إذا كان الذاهب من كل واحدة من الأذنين السدس هل يجمع حتی يكون مانعا علی قول أبی حنيفة -رحمه الله تعالی -قياسا علی النجاسات فی البدن أم لا يجمع كما فی الخروق فی الخفين؟ قال :لا يجمع (الفتاوی الهندية، ج٥، ص ٢٩٨، كتاب الأضحية، الباب الخامس فی بيان محل إقامة الواجب)

ہماری کتاب ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام کے پانچویں ایڈیشن میں صفحہ ۳۵۲ پر اس مسئلے کی عبارت میں ابہام واجمال پایا جاتا ہے، جو غلط فہمی کا باعث ہے، اس لئے آئندہ طباعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردی جائے گی۔

محمد رضوان

www.idaraghufran.org

جمع کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف نظر سے نہیں گزرا، بلکہ آنکھوں کی بینائی کے سلسلہ میں اس مسئلہ کو بیان کرتے وقت فقہائے کرام نے صحیح آنکھ کو باندھ کر متاثر شدہ آنکھ کی بینائی کی مقدار کو معلوم کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے:

كما قالوا :تشد العين المعيبة .وقالوا: ثم تشد عينها الصحيحة

جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں آنکھوں کی بینائی کی کمزوری کو جمع نہیں کیا جائے گا، لیکن دونوں کانوں کے خروق کو جمع کرنے نہ کرنے کے دونوں قولوں پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ اختلاف دونوں آنکھوں کی بینائی کے بارے میں بھی جاری ہونا چاہئے۔

مگر چونکہ دونوں آنکھوں کی بینائی متاثر ہونے کی صورت میں مقدار کو معلوم کرنے کا طریقہ متعذر ہے، کیونکہ ختم شدہ بینائی کی مقدار کو صحیح آنکھ کی مقدار کا تقابل کر کے معلوم کیا جاتا ہے، غالباً اس وجہ سے فقہائے کرام نے اس سے تعرّض نہیں فرمایا۔

تاہم جس جانور کو دونوں آنکھوں سے کم نظر آتا ہو، اس کی مقدار کو معلوم کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ اسی جیسے دوسرے جانور کو اس کے ساتھ رکھ کر تقابل سے مقدار کو معلوم کیا جائے، مگر فقہائے کرام سے اس کی تصریح نہیں مل سکی۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

09/شوال المکرّم/1438ھ   04/جولائی/2017 بروز منگل

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org